پروفیسر خالد شبیر احمد

السید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ کی یاد میں

بوذر تو میرے دل میں اترتا چلا گیا
خوشبو کی طرح روح میں گھلتا چلا گیا

رستہ ملا نہ کوئی بھی اس سے فرار کا
ہر سمت اُس کے ساتھ میں چلتا چلا گیا

اُس کے شعور و شوق پہ ہیں جان و دل فدا
دل کی طرح وہ جاں میں دھڑکتا چلا گیا

یکتا بھی تھا وہ منفرد و طرحدار بھی
میں اُس کی ہر ایک ادا پہ مچلتا چلا گیا

سر پہ تھا تاجِ عمل تو دل آشنائے عجز
روشن ضمیر و ظرف کو کرتا چلا گیا

اُس کا تھا خاص ربط صحابہؓ کی ذات سے
رنگ جن کا اُس کے ذوق پہ چڑھتا چلا گیا

مجھ کو میرے نصیب پہ ہے کتنا فخر و ناز
اُس سے وفا کا رنگ نکھرتا چلا گیا

ذرے بھی کہکشاں کی طرح جگمگا اُٹھے
بوذر جہاں جہاں سے گزرتا چلا گیا

جو کچھ کیا تھا باپ نے کرتا رہا وہی
نقشِ قدم پہ باپ کے چلتا چلا گیا

تھا بے گماں و پارسا ہر زاویے سے ہی
آنکھوں میں رنگ اُس کا سنورتا چلا گیا

اُس کی زباں پہ زمزمے تھے علم و فضل کے
جن کو زمانہ شوق سے سنتا چلا گیا

نقشِ قدم پہ اُس کے رکھا میں نے ہر قدم
میں اُس کو یاد اس طرح کرتا چلا گیا

اُس کے طریقِ زیست میں تھی بوذری ترنگ
فقر و غنا کا رنگ نکھرتا چلا گیا

دیں کے خلاف جو بھی تھے جنگ اُن سے کے ساتھ تھی
تا اختتامِ زیست وہ لڑتا چلا گیا

کیا خوب حق ادا کیا دیں کے دفاع کا
کرنا تھا اُس کو کام یہ کرتا چلا گیا

اُس کا جنوں نگر ہے میری رقص گاہِ شوق
رنگ اُس کا مجھ پہ اس طرح چڑھتا چلا گیا

مصحف کی چاندنی سے اُس کی دل دمک اٹھا
در آگہی کا ذہن پہ کھلتا چلا گیا

منعم کی ہر عطا کا تھا رنگ اُس کی زیست میں
ہر دل میں رنگ اپنا وہ بھرتا چلا گیا

اس کے ہر ایک حرف میں اُس کی اَنا کی گونج
سارا جہان ، گونج یہ سنتا چلا گیا

ہر شخص کو وہ دے گیا دولت یقین کی
احساں وہ سب پہ یوں بھی تو کرتا چلا گیا

گزرا جہاں کہیں سے سبھی ساتھ چل دیئے
رنگ اُس کا ہر اک شخص پہ جمتا چلا گیا

میدانِ رُستا خیز میں وہ مردِ صف شکن
ہر اک عدو کی سمت جو بڑھتا چلا گیا

نُطق حسیں پہ اُس کے تھے دیں کے ہی زمزمے
آگاہ ، دینِ حقہ سے کرتا چلا گیا

حائل تھیں اُس کی راہ میں گو مشکلیں بہت — منزل کی سمت پھر بھی وہ بڑھتا چلا گیا
بہر جہت تھی منفرد ، زیست اُس کی باکمال — دیں کا بلند نام وہ کرتا چلا گیا
بے حالیٔ حیات کا تھا دُکھ بہت اُسے — آہوں میں درد اُس کا یہ ڈھلتا چلا گیا
احرار کا بھی حوصلہ ان مشکلات میں — اُس کے جنون و عشق سے بڑھتا چلا گیا
حُبِ معاویہؓ میں کٹی اُس کی ساری عمر — کانٹے وہ سارے رَفض کے چُنتا چلا گیا
تھا اُس کا واسطہ فقط احیائے دین سے — دیں کے لئے وہ سربکف لڑتا چلا گیا
وہ برق بن کے قادیاں کے قصر پہ گرا — پردہ ، دَجَل فریب سے اٹھتا چلاگیا
بیٹھا جو مسندِ شہہِ انورؒ پہ میرا شاہ — سکّہ پھر اُس کے علم کا چلتا چلا گیا
حرفوں میں اُس کے نور تھا صدق و امین کا — جادو سا تن بدن میں وہ بھرتا چلا گیا
وہ کیا گیا کہ بزم ہی ویران ہوگئی — دل اُس کے غم میں ہر گھڑی گھلتا چلا گیا
مت پوچھ میرا حال تو بعد اُس کی مرگ کے — قسطوں میں لمحہ لمحہ میں مرتا چلا گیا
راہِ وفا نہ چھوڑی خالد اُس نے عمر بھر — رختِ بدن گو اس کا بکھرتا چلا گیا